صحف سابقہ میں امت محمدیہ ﷺ کا ذکرِ جمیل

The Ummat -e- Muhammad (PSBOH)
In the divine books and old scriptures

ڈاکٹر حافظ محمد اسماعیل عارفی

ABSTRACT

The Prophet Mohammad (ﷺ), is the Final Seal of the Prophets and the last link in the chain of prophet hood. The prophet Mohammad (ﷺ) has been given the miracles just like the prophets before him that are clear manifestation of his prophet hood. Allah has bestowed upon the Prophet (ﷺ) sensory and physical miracles which exceed thousands. The Holy Quran and Sunnah are the two academic and rational miracles remaining definite sign and evidence of the prophet hood of Rasoolullah (ﷺ) till the Day of Resurrection.

Yet another miracle and proof of the prophet hood is the glad tidings about our Prophet Muhammad (ﷺ) earlier Prophets (ﷺ) and the previous Divine Books which, despite of thousands of alternations and events, still hold references to the coming of our Mohammad (ﷺ)

There are references to Prophet (ﷺ) praise and veneration, qualities and traits, attributes and wisdom, manners and characteristics in addition to an extremely clear and explicit mention of his sense of well-wishing for the ummah and his praise of beauty.

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اصول الدین، کلیۃ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

This article is aimed to conduct a detailed review of glad tidings available in the divine books and old scriptures concerning the Ummat-e-Mohammad sallallahu alaihi wasallam (followers of Mohammed)

Prior to this, we would like to briefly discuss some of the issues mentioned the Holy Quran and Ahadeeth .

Key Words: *The Holy prophet Muhammad, Ummat-e-Mohammad, The Holy Quran, The Holy Bible*

سید الانبیاء افضل المرسلین ﷺ قصرِ نبوت کی آخری مہر اور سلسلۂ رسالت کی آخری کڑی ہیں۔ اپنے پیش رو انبیاء کرام کی طرح آپ ﷺ کو بھی "آیات و براہین" عطاء ہوئے۔ آپ ﷺ کے بے شمار معجزات آپ کی نبوتِ حقہ پر دلیلِ بین ہیں۔ آپ کے حسی و عملی معجزات بھی ہیں جو ہزاروں سے متجاوز ہیں (مثلاً شق القمر، شق صدر، معراج، شفاء امراض، استجابتِ دعاء وغیرہ) اس کے ساتھ اللہ تعالی نے آپ کو علمی و عقلی معجزات بھی عطاء فرمائے۔ قرآن حکیم، سنتِ نبوی وغیرہ وہ علمی معجزے ہیں جو ابد الآباد تک آپ کی شانِ رسالت پر واضح نشان ہیں۔ آپ ﷺ کا ایک معجزہ (دلیلِ نبوت) وہ "بشارات" ہیں جو گذشتہ انبیاء کرام نے پیش گوئیوں کی شکل میں آپ کے متعلق کی ہیں جن کا تذکرہ پچھلی کتابوں کے مجموعہ میں ہزاروں حوادث کے باوجود آج بھی موجود ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ ان صحفِ سابقہ (Bible) میں جہاں آپ ﷺ کی مدح و منقبت، اوصاف و علامات، کمالات و خصائص کا تذکرہ ہے وہاں آقائے نامدار ﷺ کی امتِ مرحومہ کا ذکر خیر، ثناء جمیل بھی انتہائی واضح اور صریح طور پر ملتا ہے۔ یہاں ہم امتِ محمدیہ کے حوالے سے ان مصادر میں موجود بعض بشارات کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔ اس سے قبل تمہیداً ان بعض امور کا بالاختصار ذکر کرنا چاہیں گے جو قرآنِ کریم اور احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔

امت محمدیہ ﷺ کا ذکر قرآنِ کریم میں

(۱) خیر امت

قرآنِ مجید نے امتِ محمدیہ کو "خیرِ امت"، بہترین جماعت کا لقب دیا ہے، اسے افضل ترین کتاب اور افضل ترین پیغمبر دیا گیا ہے۔ یہ آخر الامم ہونے کے ساتھ "خیر الامم" بھی ہے جس کی وجہ یہ ہے وظیفۂ نبوت (امر بالمعروف نہی عن المنکر) نیابۃً ان کے ذمہ کر دیا گیا ہے[1] جتنا یہ امت اپنا فرض ادا کرے گی اتنا ہی اپنا شرف و مجد قائم رکھے گی۔

(۲)امت شہادت

اس امتِ مرحومہ کی یہ خصوصی فضیلت ہے کہ اسے قیامت کے دن ایک اہم مقدمہ میں انبیاء کرام کے حق میں گواہ بننے کا اعزاز حاصل ہوگا۔ "شہادت علی الناس" کا یہ امتیازی مرتبہ اور کسی امت کو نصیب نہیں [2] روزِ حشر انبیاء کرام سے سوال ہوگا کہ کیا تم نے تبلیغ کی تھی؟ وہ کہیں گے جی ہاں، پھر ان کی امتوں کو بلا کر پوچھا جائے گا تو وہ انکار کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اس پر انبیاء کرام سے کہا جائے گا کہ تمہارے گواہ کون ہیں؟ جو شہادت دیں کہ تم نے امانت پہنچادی تھی، تبلیغ و نصیحت کی تھی۔ اس پر وہ کہیں گے حضرت محمد ﷺ اور ان کی امت ہماری گواہ ہے۔ امتِ محمدیہ کے گواہ بننے پر جرح ہوگی کہ تم تو بعد میں آئے تم کیسے گواہی دے سکتے ہوں؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ امتِ محمدیہ کا جواب یہ ہوگا کہ ہمارے پاس ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ آئے اور انہوں نے ان تمام امور کی خبر دی [3]

(۳)امتِ شوریٰ

امتِ محمدیہ ﷺ کا یہ خصوصی اعزاز ہے کہ ان کے پیغمبر کو حکم ہے کہ ان سے مشورہ کریں۔ اس کی غرض تو شورائیت کی تعلیم و تلقین ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ امتِ محمدیہ ﷺ کی دل داری، ہمت افزائی ہے کہ اللہ تعالی نے ان کو اس لائق قرار دیا کہ خدا کا پیغمبر ان سے مشورہ کرے [4]

(۴)امت وسط

امتِ محمدیہ ﷺ کا یہ خاص شرف ہے کہ اللہ تعالی اسے "دینِ حنیف" عطاء فرمایا جو ضیق و عسر، تنگی و مشکل سے خالی ہے [5] عبادات، معاملات، آداب ہر چیز میں ایسی سہولت رکھی گئی ہے کہ رفعِ حرج دفعِ ضرر مستقل اصولِ شریعت بن گیا ہے۔ نماز میں قصر، وضوء میں تیمم، روزہ میں رخصت، طہارت میں سہولت اس کی عام مثالیں ہیں حتی کہ رہبانیت کو منع فرمایا گیا [6]

امت محمدیہ ﷺ کا ذکر احادیث میں:

(۵)انبیاءِ کرامؑ کی شفقتیں

امت محمدیہ کی یہ خصوصیت ہے کہ پچھلے انبیاء کرام نے بھی ان سے خاص شفقت و محبت فرمائی ہے۔ شب معراج میں رسول اللہ ﷺ سے حضرت ابراہیم سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا: "اے محمد! اپنی امت کو میرا سلام کہنا اور پیغام دینا کہ جنت کی مٹی عمدہ ہے۔ پانی میٹھا ہے، وہ ایک چٹیل میدان ہے جس کے پودے تسبیح و تحمید، تہلیل

و تکبیر ہیں "[7]۔اس امت کا یہ کتنا بڑا اعزاز ہے کہ ابوالانبیاء نے انہیں سلام بھیجا ہے اور اعمالِ صالحہ کی نصیحت فرمائی ہے۔ محدثین کا ارشاد ہے کہ جو مسلمان یہ سنے جواباً "علیک وعلیه السلام "کہے۔اس سفر میں حضرت موسی نے جو بار بار مشورہ دے کر نماز کی تخفیف کروائی یہ ان کی امتِ محمدیہ پر خصوصی شفقت ہے ہم کمزوروں کے لیے ان کے خیر خواہانہ تعاون سے فرض نمازیں پانچ رہ گئیں اور ان شاءاللہ اجر پچاس کا ملے گا۔[8]

(۶)جنت کی خوش خبریاں

امت محمدیہ کی خصوصیت ہے کہ اس کے بعض افراد کو مخبرِ صادق پیغمبرِ خاتم ﷺ کی زبانِ مبارک سے جنت کی بشارت ملی[9] بعض کے بارے میں ارشاد ہوا کہ جنت ان کی مشتاق اور آرزو مند ہے[10] بعض کے بارے میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالی نے مجھے ان سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور اللہ تعالی کو ان سے محبت ہے[11]

(۷)حجیتِ اجماع

امتِ محمدیہ کی یہ خصوصی شان ہے کہ ان کا دین ہمیشہ قائم رہے گا اور اس کو قائم رکھنے کے لیے ایک جماعت قیامِ قیامت تک موجود رہے گی[12] یہ امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی[13] کہیں نہ کہیں سے ہدایت و حق کی آواز گونج ہی پڑے گی۔ ہر صدی میں مجدد آتے رہیں گے جو احیاءِ دین کا فرض بطورِ خاص ادا کریں گے[14]

(۸)اوّلیات

حضور ﷺ روزِ حشر مقامِ محمود شفاعتِ کبری کے عظیم منصب پر فائز ہوں گے اس کے ساتھ ساتھ امتِ محمدیہ کے بعض افراد کو بھی روزِ قیامت انبیاء کرام کی طرح حقِ شفاعت نصیب ہوگا[15] یہ امت سب سے پہلے پلِ صراط عبور کرے گی[16] سب سے زیادہ ہوگی[17] اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی[18] اس کی خطاء و نسیان پر گرفت نہیں[19] وسوسوں پر مواخذہ نہیں جب تک ان کو زبان پر نہ لائیں یا عمل نہ کریں[20] ان کے لیے پوری زمین مسجد ہے کسی بھی پاک جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں، پوری زمین طہور ہے پانی نہ ملنے کی صورت میں ہر جگہ کی مٹی سے تیمم کر سکتے ہیں[21] کتبِ حدیث میں مزید مناقب بھی ملتے ہیں[22]

امت محمدیہ ﷺ کا ذکر صحفِ سابقہ میں:

گزشتہ آسمانی کتب (توریت، زبور، صحائف) میں حضور ﷺ کا ذکرِ خیر یا آپ کی امتِ مرحومہ کے حوالے سے معلومات کا ملنا کوئی مستبعد چیز نہیں بلکہ یہ ایک ضروری اور بدیہی امر ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کتابوں میں اکثر انبیاءِ بنی اسرائیل نے آنے والے واقعات کی خبر دی ہے مثلاً بخت نصر کا حادثہ، ملکِ مصر، نینوی، بابل کے حوادث

وغیرہ۔ یہ بات عقلِ سلیم کے لیے قابل قبول نہیں کہ ان حضرات نے اس طرح کے چھوٹے چھوٹے اور معمولی واقعات کی تو پیش گوئی کی ہو اور ایک اہم ترین واقعہ یعنی حضرت محمد ﷺ کی بعثت اور آپ کی امت کی تعریف و تعارف کے متعلق ایک حرف بھی نہ کہا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگرچہ بشارت کے لیے مفصل، صریح اور بالکل واضح ہونا ضروری نہیں لیکن یہ حسنِ اتفاق ہے کہ جس طرح سرورِ دوعالم ﷺ کے متعلق بعض بشارات ایسی صریح اور متعین ہیں کہ آپ کے علاوہ کسی اور پر منطبق نہیں ہو سکتیں اسی طرح بعض بشارات (پیش گوئیاں) ایسی واضح ہیں کہ امتِ محمدیہ ﷺ کے علاوہ کسی پر ان کا انطباق تکلف و تعصب کے سوا کچھ نہیں۔ اگر ان عبارات میں ہیر پھیر نہ کی جائے تو وہ صاف امتِ محمدیہ ﷺ کی منقبت پر دلیلِ روشن بنتی ہیں۔ بالخصوص جب کہ نبی امی ﷺ کے بعض ارشادات بھی ان کی حرف بحرف تائید کرتے ہوں تو پھر تو اطمینانِ کامل اور شرحِ صدر ہو جاتا ہے۔ چند ایسی بشارات کا تذکرہ یہاں مقصود ہے۔

پہلی بشارت (امتیں اور ان کا اجر و ثواب)

حضرت عیسی　　ایک تمثیل کی صورت میں بشارت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کیونکہ آسمان کی بادشاہی اس گھر کے مالک کی مانند ہے جو سویرے نکلا تاکہ اپنے تاکستان میں مزدور لگائے۔ اور اس نے مزدوروں سے ایک دینار روز ٹھہرا کر انہیں اپنے تاکستان میں بھیج دیا۔ پھر پہر دن چڑھے کے قریب نکل کر اس نے اوروں کو بازار میں بیکار کھڑے دیکھا۔ اور ان سے کہا تم بھی تاکستان میں چلے جاؤ۔ جو واجب ہے تم کو دونگا۔ پس وہ چلے گئے۔ پھر اس نے دوپہر اور تیسرے پہر کے قریب نکل کر ویسا ہی کیا۔ اور کوئی ایک گھنٹہ دن رہے پھر نکل کر اوروں کو کھڑے پایا اور ان سے کہا تم کیوں یہاں تمام دن بیکار کھڑے رہے؟ انہوں نے اس سے کہا اس لئے کہ کسی نے ہم کو مزدوری پر نہیں لگایا۔ اس نے ان سے کہا تم بھی تاکستان میں چلے جاؤ۔ جب شام ہوئی تو تاکستان کے مالک نے اپنے کارندہ سے کہا کہ مزدوروں کو بلا اور پچھلوں سے لیکر پہلوں تک انکی مزدوری دیدے۔ جب وہ آئے جو گھنٹہ بھر دن رہے لگائے گئے تھے تو انکو ایک ایک دینار ملا۔ جب پہلے مزدور آئے تو انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم کو زیادہ ملیگا اور انکو بھی ایک ہی ایک دینار ملا۔ جب ملا تو گھر کے مالک سے یہ کہہ کر شکایت کرنے لگے کہ۔ ان پچھلوں نے ایک ہی گھنٹہ کام کیا ہے اور تو نے انکو ہمارے برابر کر دیا جنہوں نے دن بھر کا بوجھ اٹھایا اور سخت دھوپ سہی۔ اس نے جواب دیکر ان میں سے ایک سے کہا میاں میں تیرے ساتھ بے انصافی نہیں کرتا۔ کیا تیرا مجھ سے ایک دینار نہیں

ٹھہرا تھا؟ جو تیرا ہے اُٹھالے اور چلا جا۔ میری مرضی یہ ہے کہ جتنا تجھے دیتا ہوں اس پچھلے کو بھی اُتنا ہی دوں۔ کیا مجھے روا نہیں کہ اپنے مال سے جو چاہوں سو کروں؟ یا تو اس لئے کہ میں نیک ہوں بری نظر سے دیکھتا ہے؟ اِسی طرح آخر اول ہو جائینگے اور اول آخر "[23]

تشریحِ عبارت

"گھر کے مالک" سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور مزدوروں سے مراد اُمتیں ہیں تاکستان (باغ) سے مراد شریعت ہے۔ پہلے مزدوروں سے مراد پہلی امتیں ہیں، دوسرے مزدوروں سے مراد یہود ہیں، تیسرے مزدوروں سے مراد نصاریٰ ہیں اور چوتھے سے مراد اہلِ اسلام ہیں، شام سے روزِ جزا مراد ہے دینار سے مراد ثواب ہے اور دینار دینے سے مراد ثواب عطا کرنا ہے۔ پس قیامت کے روز سب سے پہلے امتِ محمدیہ ﷺ کو اعمال کا بدلہ و ثواب دیا جائیگا جنھوں نے چھوٹی عمروں کے باوجود دیگر امتوں کی بنسبت زیادہ اعمال احسن طریقے پر کیے ہونگے انکے بعد دوسری امتوں کا حساب ہوگا۔ چنانچہ نبی کریم اکا ارشاد ہے نحن الآخرون السابقون[24] "ہم پیچھے آنے والے سبقت کرنے والے ہیں" حضرت عمر سرورِ کائنات ﷺ سے روایت کرتے ہیں انّ الجنة حرمت على الانبياء كلهم حتى ادخلها وحرمت على الامم حتى تدخلها امتى[25] "جنت تمام پیغمبروں کیلئے اُس وقت تک حرام کر دی گئی ہے جب تک میں داخل نہ ہو جاؤں اور تمام امتوں پر حرام کر دی جائیگی جب تک اس میں میری امت داخل نہ ہو جائے" حضرت مسیح　　کا یہ ارشاد کہ "بہت سے اول آخر ہو جائیں گے اور آخر اول"[26] اور "اس طرح آخر اول ہو جائیں گے اور اول آخر"[27] سے مقصود ملتِ محمدی ﷺ کی اتباع و شمولیت کیلئے انتہائی ترغیب و تحریص کرنا ہے (خدا تعالیٰ سب کو یہ سعادت نصیب فرمائے) اور انکا قول "کیونکہ بلائے ہوئے بہت ہیں مگر برگذیدے تھوڑے"[28] سے اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ کی رسالت عام ہوگی، انکی امتِ دعوت تو بہت ہوگی مگر امتِ اجابت نسبتاً کم ہوگی۔

بائبل کی اس عبارت میں جو بشارت مذکور ہے بالکل اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے امت محمدیہ کی مثال ذکر فرمائی ہے اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

عن سالم بن عبد الله عن أبيه أنه أخبره أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إنما بقاءكم فيما سلف قبلكم من الأمم كما بين صلاة العصر إلى غروب الشمس أوتي أهل التوراة التوراة فعملوا حتى إذا انتصف النهار عجزوا فأعطوا قيراطا قيراطا ثم أوتي أهل الإنجيل الإنجيل فعملوا حتى إلى صلاة العصر ثم عجزوا فأعطوا قيراطا قيراطا

ثم أوتينا القرآن فعلما إلى غروب الشمس فأعطينا قيراطين قيراطين فقال أهل الكتابين أي ربنا أعطيت هؤلاء قيراطين قيراطين وأعطيتنا قيراطا قيراطا ونحن كنا أكثر عملا؟ قال قال الله عزوجل هل ظلمتكم من أجركم من شيء ؟ قالوا لا قال فهو فضلي أوتيه من أشاء[29]

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: تمہاری مدتِ قیام گذشتہ امتوں کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے نماز عصر سے لے کر غروب آفتاب تک۔ توریت والوں کو توریت دی گئی اور انھوں نے عمل کیا، یہاں تک کہ جب آدھا دن گزر گیا وہ تھک گئے اور انھیں ایک ایک قیراط دے دیا گیا(قیراط سونے چاندی کا ایک وزن ہے)اس کے بعد انجیل والوں کو انجیل دی گئی اور انھوں نے عصر کی نماز تک کام کیا، پھر وہ تھک گئے اور انھیں ایک ایک قیراط دے دیا گیا۔اس کے بعد ہمیں قرآن دیا گیا اور ہم نے غروب آفتاب تک کام کیا تو ہمیں دو دو قیراط دیے گئے۔اس پر دونوں اہل کتاب نے کہا کہ اے ہمارے پروردگار! آپ نے ان لوگوں کو دو دو قیراط دیے اور ہمیں ایک ہی قیراط دیا حالانکہ ہم نے کام زیادہ کیا ہے۔اللہ عزوجل نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہاری مزدوری میں سے کچھ کم دیا ہے؟ وہ بولے نہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرا فضل ہے جس کو چاہوں دوں (تمہارا کیا اجارہ ہے؟)''

تشریح حدیث

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کا امت محمدیہ پر ایک خصوصی فضل وانعام یہ بھی ہے کہ اس کو تھوڑی محنت پر زیادہ اجر و ثواب ملتا ہے اور اس پر کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں[30] کیونکہ اجر و ثواب سب اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو جتنا چاہے عنایت فرمائے ہاں وہ کسی کے حق میں کمی یا ظلم کرنے والا نہیں[31] کسی کو اپنی رحمت سے زیادہ صلہ دے تو اس کا زائد کرم ہے ورنہ اس پر کسی کا کچھ حق واجب نہیں[32]۔اللہ تعالی نے اپنی عنایت سے ہر نیکی کا اجر کم از کم دس گنا کر دیا[33] اور جہاں تک چاہتے ہیں سو، سات سو، سات لاکھ بلکہ بے حساب بڑھا دیتے ہیں[34] ۔خاص وقت کی وجہ سے ثواب بڑھ جاتا ہے[35] خاص جگہ کی وجہ سے ثواب بڑھ جاتا ہے، مسجد حرام میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے[36] خاص اذکار کا بہت زیادہ اجر بتایا گیا ہے[37]

الغرض ذخیرہ حدیث میں فضائل اعمال کے باب میں جو صحیح روایات کا وسیع ذخیرہ ہے وہ سب اس بشارتِ عیسوی کی بہترین شرح ہے۔

دوسری بشارت(آخرالامم ہونے کااعزاز)

حضرت عیسی ارشاد فرماتے ہیں:

"ایک گھر کا مالک تھا جس نے تاکستان لگایااور اسکی چاروں طرف احاطہ گھیرااور اس میں حوض کھودا اور برج بنایااور اسے باغبانوں کو ٹھیکے پر دیکر پردیس چلا گیا۔اور جب پھل کا موسم قریب آیاتو اس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس اپنا پھل لینے کو بھیجا۔اور باغبانوں نے اسکے نوکروں کو پکڑ کر کسی کو پیٹااور کسی کو قتل کیااور کسی کو سنگسار کیا۔ پھر اس نے اور نوکروں کو بھیجا جو پہلوں سے زیادہ تھے اور انہوں نے انکے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔آخر اس نے اپنے بیٹے کوانکے پاس یہ کہ کر بھیجا کہ وہ میرے بیٹے کا تو لحاظ کرینگے۔جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا تو آپس میں کہا یہی وارث ہے۔آؤاِسے قتل کرکے اسکی میراث پر قبضہ کرلیں۔اور اسے پکڑ کر تاکستان سے باہر نکالا اور قتل کر دیا۔ پس جب تاکستان کا مالک آئیگا تو ان باغبانوں کیساتھ کیا کریگا؟انہوں نے اس سے کہا ان بدکاروں کو بری طرح ہلاک کریگااور تاکستان کا ٹھیکہ دوسرے باغبانوں کو دیگا جو موسم پر اسکو پھل دیں۔یسوع نے ان سے کہا کیا تم نے کتابِ مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا۔ وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوااور ہماری نظر میں عجیب ہے ؟اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائیگی اور اس قوم کو جو اسکے پھل لائے دیدی جائیگی۔اور جو اس پتھر پر گریگا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا لیکن جس پر وہ گریگا اسے پیس ڈالیگا"[38]

تشریح عبارت

اس بشارت میں ‘‘گھر کے مالک’’ سے مراد اللہ سبحانہ و تعالی ہے اور" باغ" سے مراد اس کی شریعت ہے۔"چاروں طرف احاطہ گھیرنے، برج بنانے" سے مراد شریعتِ مطہرہ کے احکام (واجبات و محرمات،اوامر و نواہی) ہیں جن کو حدیث شریف میں" مکارہ"اور علم فقہ میں" تکالیفِ شرعیہ" سے تعبیر کیا گیا ہے، چنانچہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

حُجِبت النَّارُ بِالشّهَوَاتِ وَحُجِبَت الجَنةُ بِالمكَارِهِ[39]

"جہنم کو خواہشاتِ نفسانی سے اور جنت کو نفس پر شاق گزرنے والے اعمال سے ڈھانپ دیا گیا ہے"[40]

"حوض کھودنے" سے مراد عبادت واطاعت کے وہ گہری مصالح اور حکمتیں ہیں جن کے ادراک سے بندگانِ خدا کو حلاوتِ ایمان، شرحِ صدر، اور توفیقِ عمل ملتی ہے "باغبانوں" سے مراد بنی اسرائیل یہود کی وہ سرکش قوم ہے جن کی اللہ تعالی سے بغاوت ضرب المثل ہے[41] اور وہ "مغضوب علیھم "کا مصداق اول بنے۔[42] انہوں نے زکریا نبی کو پیٹا اور سنگ سار کیا۔[43] حضرت یحیٰؑ کو قتل کیا[44] سورۃ بقرہ میں ان کے جرائم کا تفصیلی ذکر موجود ہے اور تفسیر ماجدی مؤلفہ مولانا عبدالماجد دریاآبادی میں بائبل سے دے گئے شواہد دیکھے جا سکتے ہیں۔"نوکروں" سے مراد وہ انبیاءِ بنی اسرائیل ہیں جو حضرت موسیٰؑ سے لے کر حضرت یحیٰؑ کے زمانے تک پے در پے آئے ہیں کیونکہ پیغمبر اللہ کا بندہ و نمائندہ، قاصد و سفیر ہوتا ہے اس لیے اس پر لفظ "نوکر(Servants)" کا اطلاق بر محل ہے اور "بیٹے" سے مراد حضرت عیسیٰؑ ہیں جن کے بزعمِ خود قتل کو وہ اپنا فخریہ کارنامہ سمجھتے ہیں۔ بائبل میں "بیٹا" کا لفظ محبوب، عزیز، مقرب، برگزیدہ کے معنی میں آیا ہے اور کئی لوگوں پر اس کا اطلاق ہوا ہے لہذا اہلِ اسلام کے نزدیک اس مجازی معنی میں حضرت عیسیٰؑ کے لیے اس لفظ کا استعمال غلط نہیں[45]۔ "جس پتھر کو معماروں نے رد کیا" یہ حضرت محمد ﷺ اور آپ کی امت سے کنایہ ہے اور یہ بالکل متبادر الی الفہم ہے کیونکہ یہود آج تک آپ ﷺ کو حضرت ہاجرہؑ کے بطن اور حضرت اسماعیلؑ کی شاخ میں سے ہونے کی وجہ سے کم تر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ کے نسب مبارک پر طعن تک کر جاتے ہیں۔اسی طرح "اہل کتاب "ہونے کے پندار میں ایسا مبتلاء ہوئے کہ " اہل عرب "کو بالکل ناخواندہ، غیر مہذب جانتے ہیں مگر " خدا کی بادشاہت "ان "اھل الذکر " سے لے لی گئی اور "امّیّن "کو دے دی گئی پھر دورِ نبوت وزمانۂ خلافتِ راشدہ گواہ ہے کہ وہ کس طرح بہترین پھل لائے۔ حضرت عیسیٰؑ کا نہایت جامع ارشاد کہ "جو اس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا لیکن جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا" حقیقت یہ ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ کا بہترین خلاصہ ہے۔تاریخ انسانی گواہ ہے کہ جس نے رسول ﷺ سے طبع آزمائی کی منہ کی کھائی اور رسولِ منصور، پیغمبرِ غالب، نبی فاتح ﷺ نے جدھر کا رخ کیا کامیابی نے آپ کے قدم چومے، دشمن ذلیل ورسوا ہوئے، میثاقِ مدینہ، غزوہ خیبر، فتح مکہ، غزوہ تبوک شاہدِ عدل ہیں۔اس بشارتِ عیسویؑ کی وضاحت میں ہم نے جو نکات ذکر کیے ہیں ہر ایک پر مستقل مقالہ سپردِ قلم ہو سکتا ہے۔یاد رہے کہ یہاں "پتھر "کا مصداق خود حضرت عیسیٰؑ کو ٹھہرانا صحیح نہیں کیونکہ انہوں نے اپنا ذکر "بیٹا" کے ضمن میں پہلے ہی کر دیا ہے۔ نیز اس پتھر کا وصف یہ بتایا گیا ہے کہ "جو اس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا لیکن جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا" یہ

بات حضرت عیسیٰؑ پر کہاں صادق آسکتی ہے؟ جبکہ یہود و نصاری کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰؑ مغلوب و مصلوب ہوئے۔اس بشارت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ "یہ خدا کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے "بنی اسرائیل میں تمام انبیاء ورسل آئے[46] حضرت عیسیٰؑ بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہیں اس میں کیا تعجب ہے؟ ہاں البتہ بنی اسماعیل میں سے کسی شخص کا نبوت سے سرفراز ہو کر "کونے کا پتھر "بن جانا یقینا باعثِ تعجب ہو سکتا ہے اور ہوا ہے۔یہود کو یہی تو حسد ہوا کہ منصبِ رسالت ہم سے لے لیا گیا۔وہ حضور ﷺ کو تمام صفات و نعوت کے ساتھ پہچانتے تھے،کوئی باپ اپنے بیٹے سے اتنا واقف نہیں جتنا یہ حضور سے واقف تھے[47] مگر ان کو یہ توقع نہ تھی کہ یہ رسول عبرانی کی بجائے عربی اور بنو اسحاق کی بجائے ان کی تایازاد قوم بنو اسماعیل سے مبعوث ہو جائے گا۔پھر یہی تعجب عداوت میں بدل گیا حتی کہ وہ اسلام دشمنی میں عیسائیوں سے بھی بڑھ کر ہیں[48] حضرت عیسیٰؑ کی اس بشارت میں امت محمدیہ ﷺ کی منقبت ان کے خوبصورت لفظوں میں یوں ذکر فرمائی گئی ہے کہ "وہ مالکِ باغ(اللہ سبحانہ وتعالی) تاکستان کا ٹھیکہ دوسرے باغبانوں کو دے گا جو موسم پر اس کو پھل دیں"۔بلاشبہ امتِ اسلام نے اس انتخابِ خداوندی کا حق ادا کرنے کی خوب کوشش کی ہے۔ان کا کسی نبی کو قتل کرنا تو دور کی بات ہے وہ آج کے اس دورِ انحطاط میں نبی ﷺ کی ناموس پر قتل ہونے کو سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں۔انہوں نے اپنے رسول کو ایذاء نہیں دی بلکہ ہجرت و نصرت کے بے مثال نمونے قائم کیے۔انہوں نے اپنے رسول سے یہ نہیں کہا کہ تم اور تمہارا رب جا کر دشمنوں سے لڑو[49] بلکہ اپنے رسول کے حقوق (ایمان، توقیر، نصرت)اداء کرنے کی سعیِ جمیل کی ہے[50]۔تاریخ اسلام کا وسیع دفتر اس نکتہ کی شرح کے لیے کافی ہے۔

تیسری بشارت(غلبہ امت محمدیہ کی مثال)

حضرت عیسی　ایک تمثیل میں فرماتے ہیں:

> "آسمان کی بادشاہی اس رائی کے دانے کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے لیکر اپنے کھیت میں بو دیا۔وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آکر اسکی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں"[51]

تشریح عبارت

اس تمثیل میں بیج بونے والے سے مراد خدا تعالی ہے، کھیت سے مراد دنیا ہے، آسمانی بادشاہی سے مراد طریقہ نجات یعنی اسلام اور شریعتِ مطہرہ ہے جس کی اتباع سے آخرت میں حقیقی بادشاہی یعنی دخولِ جنت حاصل ہو گا،[52] رائی کا دانہ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں جو بظاہر تمام دانوں سے چھوٹے تھے کیونکہ تمام مخلوق اہل دنیا عربوں کو ان کے

دیہاتی اور امی ہونے کی وجہ سے حقیر جانتے تھے۔ انہیں تہذیب و تمدن سے ناآشنا، تعلیم و تربیت سے بے بہرہ اور لذاتِ جسمانی، آرائشِ ظاہری سے ناواقف ہونے کی بنا پر کم تر سمجھتے تھے۔ بالخصوص یہود تو اپنے علمی پندار میں خود کو "اھل الکتاب" گردانتے تھے اور اہل عرب کو اولادِ ہاجرہؑ میں سے ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ حقیر سمجھتے تھے۔ اور وہ دانہ جب بڑھا تو اس قدر بلندی پر پہنچا کہ دیگر تمام ترکاریوں یعنی جمیع انبیاء علیہم السلام سے بڑا ہو گیا کہ اسکی رسالت تمام انسانیت کیلئے عالمگیر ہے اور اسکی شریعت ابدالآباد کیلئے ہے اور ان کو تمام انبیاء علیہم السلام پر افضلیت حاصل ہے اور ان پر نبوت کا سلسلہ ختم ہے۔ "ہوا کے پرندوں کا اسکی ڈالیوں پر بسیرا کرنے" سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جو اس سے قبل کسی شریعت کے تابع نہ تھے وہ اس شریعت کے تابع ہونگے۔ آپ ﷺ کی بعثت اہل عرب کے انتہائی زمانہ جاہلیت میں ہوئی۔ آپ کی شریعت کی ابتداء اور دعوت کا آغاز رائی کے دانے کی مانند ظاہر ہوا پھر اللہ تعالی کی تائید اور مدد سے تئیس سال کے مختصر عرصے میں اس نے شرق و غرب کا احاطہ کر لیا اور قیصر و کسریٰ، ایران و فارس اس کے حلقہ اطاعت سے وابستہ ہو گئے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا"[53]

بائبل کی مذکورہ بالا عبارت میں جو بشارت مذکور ہے ٹھیک یہی مضمون قرآنِ کریم میں بھی آیا ہے، ارشاد ہے:

"وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ---"[54]

"اور انکی مثال انجیل میں اُس کھیت سے دی گئی ہے جس نے اپنی بالی نکالی، پھر اُسے مضبوط کیا، پھر موٹا ہوا، پھر اپنی ٹہنیوں پر کھڑا ہوا کھیت والوں کو مسرور اور خوش کر رہا ہے"

قرآن حکیم کے اس ارشاد اور عیسی کی اس تمثیل میں نبی کریم ﷺ کی دعوت اور آپ کی جماعت کو کھیتی کیساتھ اس وجہ سے تشبیہ دی گئی کہ جس طرح دانہ ابتداء میں چھوٹا اور کمزور ہوتا ہے بالخصوص رائی کا دانہ پھر بعد میں اس میں انتہائی قوت، موٹائی، لمبائی اور خوبروئی آجاتی ہے اِسی طرح اصحابِ محمد ﷺ ابتداءِ اسلام میں کمزور و کم تعداد تھے پھر دن بدن بڑھتے گئے اور مضبوط ہوتے گئے اور کمالات و خصائص میں اس قدر بڑھ گئے کہ تمام دنیا تعجب کرتی رہ گئی اور قیامت تک اس کی نظیر پیش کرنے سے بھی قاصر ہی رہے گی۔

عیسی کی یہ بیان فرمودہ تمثیل انجیل متی کے علاوہ انجیل لوقا میں بھی مذکور ہے[55] اور مرقس کے الفاظ تو قرآنی تعبیر کے بہت زیادہ قریب ہیں چنانچہ لکھا ہے:

"اور اس نے کہا خدا کی بادشاہی ایسی ہے جیسے کوئی آدمی زمین میں بیج ڈالے۔ اور رات کو سوئے اور دن کو جاگے اور وہ بیج اس طرح اگے اور بڑھے کہ وہ نہ جانے۔ زمین آپ سے آپ پھل لاتی ہے پہلے پتی۔ پھر بالیں پھر بالوں میں تیار دانے۔ پھر جب اناج پک چکا تو وہ فی الفور درانتی لگاتا ہے کیونکہ کاٹنے کا وقت آ پہنچا۔ پھر اس نے کہا ہم خدا کی بادشاہی کو کس سے تشبیہ دیں اور کس تمثیل میں اسے بیان کریں؟ وہ رائی کے دانے کی مانند ہے کہ جب زمین میں بویا جاتا ہے تو زمین کے سب بیجوں سے چھوٹا ہوتا ہے۔ مگر جب بو دیا گیا تو اُگ کر سب ترکاریوں سے بڑا ہو جاتا ہے اور ایسی بڑی ڈالیاں نکالتا ہے کہ ہوا کے پرندے اس کے سایہ میں بسیرا کر سکتے ہیں"[56]

چوتھی بشارت(آبرومند اور بڑی قوم)

بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر حضرت یسعیاہؑ (Isaiah) ہیں، بائبل میں ان کی طرف منسوب ایک صحیفہ ہے جس میں ارشاد فرماتے ہیں:

"جو میرے طالب نہ تھے میں انکی طرف متوجہ ہوا۔ جنہوں نے مجھے ڈھونڈا نہ تھا مجھے پالیا۔ میں نے ایک قوم سے جو میرے نام سے نہیں کہلاتی تھی فرمایا دیکھ میں حاضر ہوں۔ میں نے سرکش لوگوں کی طرف جو اپنی فکروں کی پیروی میں بُری راہ پر چلتے ہیں ہمیشہ ہاتھ پھیلائے۔ ایسے لوگ جو ہمیشہ میرے رُوبرُو باغوں میں قربانیاں کرنے اور اینٹوں پر خوشبو جلانے سے مجھے برافروختہ کرتے ہیں۔ جو قبروں میں بیٹھتے اور پوشیدہ جگہوں میں رات کاٹتے اور سُور کا گوشت کھاتے ہیں اور جنکے برتنوں میں نفرتی چیزوں کا شوربا موجود ہے۔ جو کہتے ہیں تو الگ ہی کھڑا رہ۔ میرے نزدیک نہ آ کیونکہ میں تجھ سے زیادہ پاک ہوں۔ یہ میری ناک میں دھوئیں کی مانند اور دن بھر جلنے والی آگ کی طرح ہیں۔ دیکھو میرے آگے یہ قلمبند ہوا ہے۔ پس میں خاموش نہ رہونگا بلکہ بدلہ دونگا"[57]

تشریحِ عبارت

اس بشارت میں یہ جملہ ''جو میرے طالب نہ تھے میں انکی طرف متوجہ ہوا۔ جنہوں نے مجھے ڈھونڈا نہ تھا مجھے پالیا''کا مصداق حضورا کی امت بالخصوص اس کا اولین طبقہ اہل عرب مراد ہیں کیونکہ وہ توحید سے ناواقف، شرک میں

مبتلا، اخلاقِ حسنہ سے عاری اور جاہلیت میں گرے پڑے تھے جس کا خلاصہ حضرت جعفر طیارؓ کی وہ تقریر ہے جو انہوں نے نجاشیؓ شاہِ حبشہ کے دربار میں کی تھی[58]۔ قرآنِ حکیم نے اس کا ذکر یوں کیا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ [59]

بے شک اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان پر احسان کیا جب ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اسکی آیات تلاوت کرتا ہے اور انکو نفسانی آلودگیوں سے پاک کرتا ہے اور انکو کتاب و حکمت سکھاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ اس رسول کی بعثت سے قبل وہ سب لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔[60]

فقرہ دوم، سوم میں جو کہا گیا ہے کہ وہ" جو قبروں میں بیٹھتے اور پوشیدہ جگہوں میں رات کاٹتے ہیں" یہ باتیں یہود و نصاریٰ پر من و عن صادق آتی ہیں کیونکہ وہ یہی کرتے تھے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد[61] "اللہ تعالیٰ یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا"۔ اسی طرح یہ جملہ کہ " سُور کا گوشت کھاتے ہیں اور جنکے برتنوں میں نفرتی چیزوں کا شور باموجود ہے "ان پر درست بیٹھتا ہے کیونکہ پولوس (Paul) نے تو تمام احکام کو منسوخ کرتے ہوئے لکھ دیا ہے: "کوئی چیز بذاتِ خود حرام نہیں ہے انہیں کے لیے حرام ہے جو حرام سمجھتے ہیں"[62] نصاریٰ نے اس فتویٰ سے خوب فائدہ اٹھایا اور آج موجودہ مغربی تہذیب و فلسفہ نے تو "اباحتِ عامہ" کے آخری نمونے بھی پیش کر دیے ہیں۔ البتہ حضور اکرم ﷺ کی امتِ مرحومہ نے آج بھی اپنی زندگی میں حلال و حرام کے امتیازات باقی رکھے ہوئے ہیں وہ سؤر اور اس کی ہر چیز سے پرہیز کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی امانت (احکامِ شرعیہ) کو نبھانے کی دیگر اقوامِ عالم کی بنسبت زیادہ ہی کوشش کرتے ہیں وللہ الحمد والمنۃ۔ اس طرح امت محمدیہ ﷺ کی شکل میں اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ بھی پورا ہوا جو حضرت ابرہیمؑ سے حضرت اسماعیلؑ کے حوالے سے کیا گیا تھا چنانچہ لکھا ہے:

"اور اسمٰعیل کے حق میں بھی میں نے تیری دعاء سنی ، دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے آبرومند کروں گا اور اسے بہت بڑھاؤں گا، اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا"[63]

حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کا تذکرہ قرآنِ مجید میں بھی آیا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ[64]

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضور ﷺ کی امت آج بھی حضرت یسعیاہؑ کے ارشاد کے مطابق "آبرومند" ہے۔ مذاہبِ عالم کا تجزیہ کیا جائے تو اپنے دین پر عمل کرنے کا تناسب مسلمانوں میں سب سے زیادہ ہے۔ یہ امت "بڑی قوم" ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اهل الجنة عشرون ومائة صف ثمانون منها من هذه الامة واربعون من سائر الامم[65]

حوالہ جات

[1] القرآن،3: 104،110

[2] القرآن، 2: 143

[3] ابن کثیر،عماد الدین،الدمشقی،تفسیر ابن کثیر،جلد۱،ص455،دارطیبة للنشر1999ء،تفسیر قوله تعالی"وکذلک جعلنکم امة وسطا"

[4] القرآن، 3: 159

[5] القرآن، 2: 185،7: 157، 22 :78

[6] ابوداود،سلیمان بن الاشعث،السجستانی،السنن،جلد4،ص456،رقم الحدیث:4904،دارالفکربیروت

[7] الترمذی،محمد بن عیسی،سنن الترمذی،باب:59،رقم الحدیث:3462،جلد5،ص:510،داراحیاء التراث العربی،بیروت

[8] مسلم، ابن الحجاج،النیشاپوری،الصحیح،باب الاسراء برسول الله،رقم الحدیث:429،جلد:1،ص:99،دارالجیل،بیروت

[9] الترمذی،محمد بن عیسی،سنن الترمذی،باب:مناقب عبدالرحمن بن عوف،رقم الحدیث: 3748، جلد5، ص:648، داراحیاء التراث العربی،بیروت

[10] الترمذی،محمد بن عیسی،سنن الترمذی،باب:مناقب سلمان فارسی،رقم الحدیث:3797،جلد5،ص:667،داراحیاء التراث العربی،بیروت

[11] الترمذی،محمد بن عیسی،سنن الترمذی،المناقب،باب:21،رقم الحدیث:3718،جلد5،ص:636،داراحیاء التراث العربی، بیروت

[12] مسلم، ابن الحجاج،النیشاپوری،الصحیح،باب نزول عیسی ،رقم الحدیث:412،جلد:1،ص:95،دارالجیل،بیروت

[13] الترمذی،محمد بن عیسی،سنن الترمذی،کتاب الفتن،باب:لزوم الجماعة،رقم الحدیث:2167، جلد4، ص:466، داراحیاء التراث العربی،بیروت

[14] ابوداود،سلیمان بن الاشعث،السجستانی،السنن،کتاب الملاحم،باب مایذکر فی قرن الماة، رقم الحدیث:4293، جلد4، ص178، ،دارالکتاب العربی،بیروت

[15] ابن **ماجه**،محمد بن یزید،القزوینی،السنن،کتاب الزهد،باب ذکر الشفاعة،رقم الحدیث:4316،جلد:2 صفحة:1443، دارالفکر،بیروت

[16] البخاری،محمد بن اسماعیل،الصحیح،کتاب الاذان،باب فضل السجود،رقم الحدیث:806، جلد:1، صفحة:196، دارالفکر،بیروت

[17] الخطيب،التبريزي، محمد بن عبد الله، مشكاة المصابيح، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، باب صفةالجنة وأهلها – الفصل الأول، جلد:3صفحة:236، المكتب الإسلامي – بيروت، 1985

[18] النسائي، أحمد بن شعيب، السنن الكبرى، كتاب الجمعة، إيجاب الجمعة،حديث نمبر 1653، جلد:1صفحة:514 دار الكتب العلمية – بيروت، 1991ء

[19] القزويني ،ابن ماجه، محمد بن يزيد،السنن،كتاب الطلاق، باب طلاق المكره والناسي،جلد1،صفحة659، دار الفكر - بيروت

[20] البخاري ،محمد بن إسماعيل،الصحيح،رقم الحديث 5269

[21] مسلم بن الحجاج،النيسابوري، الجامع الصحيح،كتاب المساجد، جل2،صفحة63،رقم الحديث1193، دار الجيل بيروت

[22] تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو باب ثواب هذه الأمة، الخطيب،التبريزي، محمد بن عبد الله، مشكاة المصابيح، كتاب العلم الفصل الأول، جلد:1صفحة:45، المكتب الإسلامي – بيروت، 1985

[23] متی باب ۲۰، فقرہ 1-16، بائبل مقدس، پاکستان بائبل سوسائٹی، انارکلی لاہور، پاکستان

[24] البخارى،محمد بن إسماعيل،الجامع المسند الصحيح،كِتَاب الْجُمُعَةِ،بَاب فَرْضِ الْجُمُعَةِ، جلد2،صفحة2، دار طوق النجاة، 1422ھ

[25] الهندي،علي المتقي، كنز العمال، جل11،صفحة553، مؤسسة الرسالة - بيروت 1989 م

[26] متی باب19، فقرہ30، بائبل مقدس، پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور، پاکستان

[27] متی باب20، فقرہ16، بائبل مقدس، پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور، پاکستان

[28] متی باب22، فقرہ14، بائبل مقدس، سوسائٹی، لاہور، پاکستان

[29] البخارى،محمد بن إسماعيل،الجامع المسند الصحيح،كِتَاب مواقيت الصلاة ، باب من أدرك ركعة من العصر قبل الغروب، جلد1،صفحة204، دار ابن كثير بيروت، 1987

[30] ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ۔ الانبیاء23

[31] ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ (فصلت:46)

[32] ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (البقرہ:105)

[33] ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا(الانعام:106)

[34] ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (البقرہ: 261)

[35] ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ (القدر :3)

[36] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔ (البخاری،محمد بن إسماعيل،الجامع المسند الصحيح،كِتَاب الجمعة ، بَاب فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، جلد2، صفحة60، دار طوق النجاة 1422ھ

[37]عن أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ

البخاری، محمد بن إسماعيل،الجامع المسند الصحيح، باب بَاب فَضْلِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ،رقم الحديث:5013 جلد6، صفحة189، دار طوق النجاة 1422ھ

[38] متی باب21، فقرہ33-44، مرقس باب12فقرہ1-11 لوقا باب20فقرہ9-18، بائبل مقدس، پاکستان بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور، پاکستان

[39]البخاری،محمد بن اسماعيل،الجامع المسند الصحيح،كتاب الرقاق، بَاب حجبت النار بالشهوات ،رقم الحديث:6122 جلد8،صفحة102،دار طوق النجاة 1422ھ

[40] اس حدیث کے مضمون کی تشریح دوسری حدیث سے ہوتی ہے جو ذرا مفصل ہے جسے امام ترمذیؒ نے نقل کیا ہے ملاحظہ ہو سنن الترمذی،كتاب صفة الجنة،باب حفة الجنة بالمكاره ،رقم الحديث:2560

[41] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ''ازالۃ الاوہام، مصنفہ مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ، جلد ۲ صفحۃ ۲۳۱، مکتبہ دار العلوم کراچی 2010ء

[42] القرآن،2: 61

[43] (تواریخ دوم، باب24، بائبل مقدس، اکستان بائبل سوسائٹی، انار کلی لاہور، پاکستان

[44] متی باب14، مرقس باب6، بائبل مقدس، اکستان بائبل سوسائٹی، انار کلی لاہور، پاکستان

[45] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ''ازالۃ الاوہام، مصنفہ مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ، جلد ۲ صفحۃ ۳۷، مکتبہ دار العلوم کراچی 2010ء

[46] القرآن، 5: 20

[47] القرآن، 2: 46

[48] القرآن، 5: 82

[49] القرآن، 5: 24

[50] القرآن، 48: 8،9

[51] متی باب13، فقرہ31، بائبل مقدس، اکستان بائبل سوسائٹی، انار کلی لاہور، پاکستان

[52] جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے "اللهم لا عيش إلا عيش الآخرة۔۔۔"(البخاري،محمد بن إسماعيل، الجامع الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب البيعة في الحرب،جلد3،صفحه1081، دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت 1987 اسی طرح اللهم لا خير إلا خير الآخرة کے الفاظ بھی منقول ہیں۔ واقعی اصل خیر اور عیش، من پسند حیات اور بادشاہانہ زندگی تو جنت ہی ہے۔

[53] القرآن،48: 28، 9: 33، 61: 9

[54] القرآن،48: 29

[55] انجیل لوقا، باب13، فقرہ18، بائبل مقدس، پاکستان بائبل سوسائٹی،انارکلی لاہور، پاکستان

[56] انجیل مرقس باب4، فقرہ26-33، بائبل مقدس، پاکستان بائبل سوسائٹی،انارکلی لاہور، پاکستان

[57] یسعیاہ، باب65، فقرہ1-6، بائبل مقدس، پاکستان بائبل سوسائٹی،انارکلی لاہور، پاکستان

[58] مبارک پوری، صفی الرحمن،الرحیق المختوم،صفحۃ۵۳۱،مکتبہ السلفیہ،لاہور

[59] القرآن، 3: 164

[60] یہی مضمون دوسری جگہ سورہ جمعہ آیت ۲ میں بھی آیا ہے جہاں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالی نے ''امیین'' یعنی ناخواندہ،ان پڑھ قوم میں رسول بھیجا۔ غالبا اسی کا ذکر بائبل میں مذکور موسیٰ کی اس پیش گوئی میں بھی ہے جس میں ان پڑھ کی بجائے ''نادان قوم'' کے الفاظ آئے ہیں۔ (استثناء، باب32، فقرہ21)

[61] نسائی، احمد بن شعیب، السنن الکبریٰ، کتاب الجنائز وتمنی الموت، باب اتخاذ القبور مساجد، رقم الحدیث: 2174، جلد1، صفحة658، دارالكتب العلمية، بيروت1991

[62] رومیوں کے نام خط، باب14، فقرہ14، بائبل مقدس، پاکستان بائبل سوسائٹی،انارکلی لاہور، پاکستان

[63] پیدائش، باب17، فقرہ20، بائبل مقدس، پاکستان بائبل سوسائٹی،انارکلی لاہور، پاکستان

[64] القرآن، 2: 129

[65] ترمذی،محمد بن عیسی،سنن الترمذی،کتاب صفة الجنة،باب صفة اهل الجنة،جلد4صفحة683،داراحیاءالتراث العربی،بیروت،لبنان